Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور
Year 2025; Vol 04 (Issue 02)
P. 82- 103 https://journals.gscwu.edu.pk/

ڈاکٹر صدف نقوی
اسسٹنٹ پروفیسر / صدر شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد
sadafnaqvi@gcwuf.edu.pk

Dr. Sadaf Naqvi
Assistant Professor/Chairperson, Urdu Department, Govt. College Women University, Faislabad

یونس ایمرے کی شاعری میں متصوفانہ عناصر

MYSTICS ELEMENTS IN THE POETRY OF YUNUS EMRE

Abstract

Sufism is a noble ethics. It is a journey of obedience and prioritizing others over oneself. Sufism is not a mere ritual, but a collection of qualities . It embodies the oneness of God, the purification of the heart and soul, respect, humanism, the transience of the world, the reality of life and death, and adherence to the teachings of the Quran and Sunnah. Yunus Emre, from Anatolia, Turkiye was a lover of the Divine and a complete mystic. Through Sufism, he attained guidance and became renowned as a poet whose heart overflowed with Allah, s love.

Yunus Emre's poetry reflects oneness of Allah, obedience to the Prophet(PBUH), spiritual mentorship, self-purification, reliance and contentment, patience, acceptance, humanism, the nature of life and death, moral excellence, and generosity. He believed that the path to God lies through the heart; those who do not find God within are essentially strangers. In his poetry, he emphasized following the teachings of the perfect guide, asserting that both good and bad come from God. Each day can bring both fortune and opposition, and one should be grateful to God in both situations.

The themes in Yunus's poetry are universal, carrying messages of love, compassion, and humanism. His verses continue to resonate deeply today. Indeed, Yunus Emre epitomizes the humanistic tradition of the Turkish people, delivering messages of friendship and love to all humanity. He condemned differences based on race, ethnicity, or language, promoting peace among people. He advocated for the elimination of hatred and for living a good life, reflecting the teachings of the Prophet(PBUH).

Yunus Emre's aim was to love humanity and to unite people on a common platform. His thoughts are conveyed through his "Dewan" and "Risalet al-Nasihah." Yunus Emre has influenced generations and left a profound impact on his people. The truths hidden in his words will keep him alive in the hearts of people for generations to come.

Keywords: Yunus Emre, Sufi Poetry, Turkey (Anatolia), Unity of Being (Wahdat al-Wujud), Humanism, Life After Death

تصوّف اخلاق کریمہ ہے، اطاعت کا سفر ہے۔ خود گرفتگی کا دوسرا نام ہے۔ تصوّف انتہاؤں کا فلسفہ ہے جس میں کہیں فنا ہے، تو کہیں بقا ہے۔ تصوّف نفس کا حق، حق کے ارادے پر چھوڑ دینا ہے۔ تصوّف اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینے کا نام ہے۔

لغت میں ''تصوّف'' سے مراد ہے:

''نفسانی خواہشات سے پاک ہونا، معرفتِ نفس، تزکیہ نفس کا قاعدہ، مظاہر شفقات کو حق جاننا۔''(۱)

جو شخص تزکیہ نفس کرتا ہے صوفی کہلاتا ہے۔ لفظ ''صوفی'' کے حوالے سے عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''صفوی، اصل لفظ تھا جو ثقیل تھا اور کثرت استعمال سے زبانوں پر صوفی رہ گیا۔''(۲)

اصطلاحاً اس کا مترادف علم معرفت ہے۔ تزکیہ نفس کے ذریعے عشق الٰہی کی راہ پر چلنے کے لیے دنیاوی خواہشات کو ترک کر دینا تصوّف ہے۔ انسان جب اپنے نفس کو کنٹرول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تبھی حقیقی معنوں میں اطمینانِ قلب حاصل کر پاتا ہے۔

''صوفی کو صفہ سے منسوب کیا ہے۔ اصحابِ صفہ وہ ہیں جنھوں نے دنیاوی تعلقات کو ترک کر دیا تھا اور فقر اِلی اللہ اختیار کر لیا تھا۔ وہ صرف ایک کپڑے میں زندگی بسر کرتے تھے۔ ان میں بعض کا کپڑا تو گھٹنوں تک رہتا تھا اور بعض کے ہاں اس سے بھی کم تھا۔ ان کے پاس کبھی کپڑے نہیں رہے اور نہ انہیں کبھی دو قسم کی غذائیں میسر ہوئیں ان کو اہلِ صفہ کہتے ہیں۔ ان کی تعداد ستر تا چار سو تک سمجھی جاتی ہے۔ انھوں نے مسجد نبوی کے چبوترہ صفہ کو اپنی قیام گاہ بنالیا تھا۔''(۳)

قرآن پاک کی سورہ کہف آیت ۲۸ میں تصوّف کے مفہوم کو بیان گیا گیا ہے:

''جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اُس کی رضا چاہتے ہیں۔ اُن سے تعلق رکھو اور تمہاری نظریں اُن کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی کے پیچھے نہ جائیں۔''(۴)

قرآن پاک میں متعدد ایسے الفاظ ہیں جن سے مراد اہلِ تصوّف ہی ہیں، صالحین، مقربین، متقین، خاشعین وغیرہ جو انسان اللہ کی رضا میں راضی رہتا ہے وہی صوفی ہے، مومن ہے اور اُس کا شمار اللہ کے ولیوں میں ہوتا ہے۔ حضرت علیؑ "نہج البلاغہ" میں فرماتے ہیں:

"مومن کے چہرے پر بشاشت اور دل میں غم واندوہ ہوتا ہے۔ ہمت اس کی بلند ہے اور اپنے دل میں وہ اپنے کو ذلیل وخوار سمجھتا ہے سربلندی کو برا سمجھتا ہے اور شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ اس کا غم بے پایاں اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ بہت خاموش، ہمہ وقت مشغول، شاکر، صابر، فکر میں غرق، دستِ طلب بڑھانے میں بخیل، خوش خلق اور نرم طبیعت ہوتا ہے اور اُس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت اور وہ خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے۔"(۵)

تصوّف تزکیۂ نفس، تعمیر اخلاق کا نام ہے۔ دراصل تصوّف اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینے کا نام ہے۔ تصوّف علم و عمل کا مجموعہ ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو چھوڑنا تصوّف کے خلاف ہے۔

تصوّف اصل میں اپنی خواہشات پر قادرِ مطلق کی رضا کو ترجیح دینے کا نام ہے۔ حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب فرماتے ہیں:

"تصوّف ایک نیک خصلت ہے جو زیادہ نیک خصلت ہے وہ اعلیٰ صوفی ہے۔"(۶)

یعنی انسان خود بھی نیک ہو اور مخلوق خدا کے لیے مہربان خصلت ہو۔ اللہ کی رضا میں راضی رہے اور مخلوق خدا کی خدمت کے لیے تیار رہے۔

حضرت ابو حفص فرماتے ہیں:

"تصوّف سراپا آداب کا مجموعہ ہے۔ اس میں ہر وقت کے لیے ایک ادب ہے اور ہر حال و مقام کے لیے آداب مقرر ہیں جس نے اوقات کے آداب کی پابندی کی۔ وہ انسانوں کے درجہ تک پہنچ گیا اور جس نے آداب کو ضائع کیا وہ مقام قرب سے اور قبولیت کی توقع میں ناکام رہا۔ ظاہری آداب باطنی آداب کی نشانیاں ہوتی ہیں۔"(۷)

تصوّف رسم نہیں ہے بلکہ خصلتوں کے مجموعے کا نام ہے۔ حضرت علی بن عثمان ہجویری "کشف المحجوب" میں تصوّف کی آٹھ خصلتوں کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"تصوّف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ یعنی آٹھ پیغمبران اوالعزم کی اقتداء سے صوفی، صوفی بنتا ہے۔

ا۔ سخاوت حضرت ابراہیمؑ سے حاصل کرے کہ رضائے محبوب میں اپنے لختِ جگر کو فدا کر دیا۔

۲۔ اور رضا حضرت اسماعیلؑ کی اقتداء میں کہ رضا مولا پر اس درجہ راضی ہو کہ جان کی پروانہ کرے۔

۳۔ اور صبر ایوبؑ کی اقتداء میں کہ کیڑوں کے ساتھ بھی اگر امتحان ہو تو بخوشی برداشت کرے۔

۴۔ اور اشارہ زکریاؑ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (تم لوگوں سے تین دن تک نہ بول سکو گے مگر اشارہ ہے)۔ تو صوفی کو بھی اس اشارہ کی اقتداء کرنا ہوتی ہے۔

۵۔ اور غربت میں حضرت یحیٰؑ کی اقتداء کرے کہ وہ اپنے وطن میں اپنے آپ کو مسافر سمجھتے تھے اور رشتہ دار، عزیز و اقارب میں رہ کر سب سے بیگانہ تھے۔

۶۔ اور سیاحت میں عیسیٰؑ کی اقتداء ہو کہ آپ اپنے سفر میں اس قدر مجرد تھے کہ سوائے ایک پیالہ اور ایک کنگھی کے ہمراہ کچھ نہ رکھا۔ حتیٰ کہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دونوں ہاتھوں سے پانی پی رہا ہے تو اپنے پیالے کو پھینک دیا اور جب ایک شخص کو دیکھا کہ بالوں میں انگلیوں سے خلال کر کے شانہ کا کام لے رہا ہے تو کنگھی بھی ضائع فرما دی۔

۷۔ اور لُبس صوف میں اتباع سیدنا موسیٰؑ ہو کہ آپ کا لباس ہمیشہ پشمینہ کا رہتا تھا۔

۸۔ اور فقر میں سیّد الانبیاء حبیب کبریا محمد رسول ﷺ کی اقتداء کی جائے کہ باآنکہ حق تعالیٰ شانہٗ نے خزانہ ہائے روائے زمین کی کنجی حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجی اور فرمایا۔ اے محبوب اپنی جان پاک پر محنت و مشقت نہ ڈالیے اور خزانوں سے جس قدر چاہیے خرچ فرما کر اپنی شان تجمل دوبالا کیجیے۔ حضور ﷺ نے بارگاہ میں عرض کی کہ الٰہی میں نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں۔ اور یہ اُصول معاملہ تصوّف میں انتہائی بہترین خصلت ہے۔"(۸)

تیرھویں صدی عیسوی میں وسطی ایشیاء اناطولیہ، ترکیہ میں یونس ایمرے تصوّف کے طفیل رشد و ہدایت کی راہ پر گامزن ہوئے اور نہ صرف ایک کامل انسان بنے بلکہ عاشق حق کے رتبے پر فائز ہو کر ایک بڑے شاعر کے طور پر شہرت حاصل کی۔ یونس ایمرے کی زندگی اور شخصیت کے متعلق معلومات انتہائی محدود ہیں۔ اُن کی پیدائش ۱۲۴۰ء میں ہوئی اور آپ کی وفات ۱۳۲۰ء میں ہوئی۔ اُن کے اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مولانا روم سے بھی ملے تھے۔

یونس کے جائے پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ سیوگی گوک ویمیر اور ایواز گوک ویمیر لکھتے ہیں:

"یونس ایمرے کا آبائی وطن قرامان تھا۔"(9)

ان کے مدفن کے بارے میں بھی کئی روایتیں موجود ہیں۔ ان سارے مبینہ مراکز میں سے حقیقی مرقد تو صرف ایک ہی ہے۔ باقی سب علامتی قبریں ہیں جن کو ترک زبان میں "مقام" کہا جاتا ہے۔ ترک قوم کو یونس ایمرے سے بے پناہ محبت تھی جس کے اظہار کے لیے انہوں نے اُن جگہوں پر مزارات بناڈالے۔ تاریخی روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ اُن کا اصلی مزار ایسکی شیئر Eakisehir میں واقعی گاؤں "سارے کوئے" (Sarikoy) میں ہے۔

یونس ایمرے کی ابدی استراحت ترک قوم کا دل ہے اور یونس ایمرے کا اصلی مدفن اُن کے چاہنے والوں کے قلوب ہیں۔ یونس ایمرے نے اپنے دور کے معیار کے مطابق باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ اُن کو عربی اور فارسی پر عبور تھا۔

یونس ایمرے ایک مکمل درویش تھے۔ وہ ایک غریب دیہاتی تھے لیکن تصوّف کی بدولت رشد وہدایت کی راہ پر فائز ہوئے اور ایسے شاعر کے طور پر شہرت حاصل کی جس کا دل عشق الٰہی میں سرشار تھا۔ یونس ایمرے کے معاصرین میں بڑے بڑے صوفیا کرام تھے جن کی تعلیمات تصوّف کی وجہ سے ایشیاء میں اسلام کی روشنی پھیلی۔

تصوّف چونکہ سراپا آداب کا مجموعہ ہے اور اس کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہے۔ پروفیسر صفی حیدر اپنی کتاب "تصوّف اور اُردو شاعری" میں تصوّف کے ماخذ کے حوالے سے بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تصوّف کا ماخذ خالص اسلامی تعلیم ہے۔"(10)

شیخ علی بن عثمان ہجویری نے "کشف المحجوب" جو فارسی میں تصوّف کے موضوع پر پہلی کتاب ہے اس میں بڑی تفصیل سے تصوّف کے عناصر پر بات کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ آٹھ پیغمبروں کی اقتداء سے صوفی بنتا ہے۔ سخاوت حضرت ابراہیمؑ، رضا حضرت اسماعیلؑ، صبر ایوبؑ، اشارہ زکریاؑ، قناعت و غربت یحییٰؑ، توکل حضرت عیسیٰؑ، صوف موسیٰؑ اور فقر حضرت محمد ﷺ اور یہ اُصول معاملہ تصوّف میں بہترین ہیں۔

صوفیاء کرام کے ملفوظات اور اُن کی شاعری میں ہمیں تصوّف کے یہی عناصر ملتے ہیں۔ یونس ایمرے کی شاعری میں ہمیں توحید باری تعالیٰ و اطاعت رسول ﷺ، بیعت، تزکیہ نفس، توکّل و قناعت، صبر، تسلیم و رضا، انسان دوستی، حیات و ممات، حسن اخلاق اور جود و ایثار شامل ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کی بنیاد ٹھوس عقائد اور ہمہ گیر طرزِ فکر و عمل پر ہے۔ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وجود صرف وحدت کا ہے۔ نظریہ وحدت الوجود ہو یا وحدت الشہود۔ توحید وجودی ایک کو موجود جاننا اور اس کے غیر کو معدوم سمجھنا ہے اور توحید شہودی ایک دیکھنا ہے۔ اس لیے توحید وجودی علم الیقین اور شہودی عین الیقین کا درجہ رکھتی ہے۔ وحدت الوجود کا نظریہ محی الدین ابن عربی اور وحدت الشہود کا نظریہ امام مجدد الف ثانی سرہندی نے پیش کیا۔

قرآن پاک میں توحید باری تعالیٰ کی گواہی ملتی ہے۔ سورۃ الاخلاص توحید باری تعالیٰ کی واضح گواہی ہے۔ قرآن پاک میں بھی یہی ارشاد ہوتا ہے:

"نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ"(11)

(ہم تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔)

"وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ "(۱۲)

(اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔)

قرآن پاک میں ہے:

" اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى "(۱۳)

(بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔)

یونس ایمرے ترکیہ کے عظیم صوفی اور عوامی شاعر ہیں۔ یونس ایمرے کے حوالے سے سیوگی گوک ویمیر اور ایواز گوگ ویمیر رقم طراز ہیں:

"یونس ایمرے ایک ایسے مردِ کامل اور عظیم شاعر تھے جنہوں نے اسلام اور اسلامی تصوّف کی اس بنیادی حقیقت کو پوری طرح سمجھا، بلکہ پورے اخلاص سے اس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی۔ وہ گویا "بلبل حق" تھے۔"(۱۴)

یونس ایمرے کی شاعری میں بھی ہمیں یہی پیغام نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمہارے دلوں میں بستا ہے۔ یونس ایمرے کے یہ اشعار دیکھیے:

hakka giden yolt gönli icinde
göremez ol ani yaddur ilinde
onat gör hak yoh gönlünde sirdui
bu cümle hâstar gönülde birdür

Translation:

"The path leading to Allah is through one's own heart: Should one not see it, he is like a stranger in his own town. See it, truly, the path to Allah is hidden within your heart. All the great ones are one and same in heart."(15)

یونس ایمرے کے نزدیک اللہ تعالیٰ تک جانے کا راستہ اپنے دل سے ہی ہو کر گزرتا ہے اور جو شخص اس کو اپنے دل میں نہیں پاتا گویا وہ اجنبی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک جانے کا راستہ دل سے ہی گزرتا ہے۔ یونس ایمرے اسی حقیقت کو ایک اور جگہ بیان کرتے ہیں:

hak cihâna tohdur kimsene haki bilmez
am senden iste o senden aynu olmaz[16]

ڈاکٹر نثار احمد اسرار نے اس کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے:

ذرّے ذرّے میں حق ہے سمایا ہوا ، پھر بھی اس کی حقیقت نظر میں نہیں
اس کو دل کے ہی گوشوں میں ڈھونڈیں ذرا، وہ نہیں ہے جدا وہ ہے دل کا مکیں[17]

یونس امریہ "وحدت الوجود" کا قائل ہے۔ اُس کا ایماں ہے کہ خدا کا وجود کائنات میں جاری وساری ہے۔ طلعت سعید حلمان لکھتے ہیں:

"یونس امریہ "ہمہ اوست" کا قائل ہے اُسے یقین ہے کہ خدا کا وجود کائنات میں جاری و ساری ہے۔ وہ کائنات سے علیحدہ مافوق نہیں بلکہ اُس کے اندر شامل اور اُس سے عبارت ہے۔"[18]

توحید باری تعالیٰ کے ساتھ یونس امریہ اسلام کو دین فطرت اور وحدتِ ادیان کا بھی قائل ہے:

کبھی کوہ و دمن کا ہم نوا ہو کر
خدایا! میں تجھے آواز دیتا ہوں
کبھی مرغِ سحر کا ہمنوا ہو کر
خدایا! میں تجھے آواز دیتا ہوں
کبھی میں ساتھ عیسیٰؑ کے فلک پر ہوں
کبھی میں ساتھ ہوں موسیٰ کے سینا پر
عصا اونچا اُٹھا کر پھر سرِ سینا
خدایا! میں تجھے آواز دیتا ہوں[19]

یونس ایمرے کی شاعری اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ ذاتِ حق کا جلوہ کائنات میں ہر جگہ ہے۔ اس کے ساتھ حضور ﷺ کی اطاعت بھی ایک صوفی کی نشانی ہے۔

یونس ایمرے لکھتے ہیں:

gӧrmez misin mustafiyi nice geldi bekledi vefäyi
ümmet icōn ol safäyi ümmet ana irse geret[20]

ترجمہ:

کیا دیکھتا نہیں ہے احمد مصطفیٰ کو انہوں نے کتنی مصیبت جھیلی امت کے لیے

وہ اُمت اُن کو جان سے بھی پیاری تھی اُسے اُن کی رضا حاصل کرنی چاہیے[21]

یونس ایمرے کی شاعری میں عشقِ الٰہی کے ساتھ ساتھ حضرت محمد ﷺ سے وابستگی کے احساسات ملتے ہیں۔ بابا فرید کے کلام میں ہمیں مرشد کامل سے جڑنے کے اشارے ملتے ہیں۔ تاہم اُن کی زندگی اور اُن کے ملفوظات اس بات کے عکاس ہیں کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی محبت و اطاعت میں سرشار تھے۔ مرشد کامل کی بیعت سے ہی اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللهَ"[22]

(اے پیغمبر جو تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔)

سورۃ المائدہ میں ہے:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا "[23]

(اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں وسیلہ تلاش کرو اور جہاد کرو اپنے نفس کے ساتھ۔)

سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ"[24]

(اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور اُن کی جو صاحب امر ہیں۔)

پیر کامل یا اولیٰ امر انسان کو خدا تک پہنچانے کا فریضہ سر انجام دیتا ہے۔ حضرت عبدالوہاب ثقفی فرماتے ہیں:

"کوئی شخص اگر چہ تمام علوم کا جمع کرے اور مختلف طبقات کے لوگوں کی صحبت میں رہے مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کے بغیر نہیں پہنچ سکتا کہ شیخ کامل یا امام مصلح کی ترتیب میں رہ کر مجاہدہ کرے۔"[25]

پروفیسر ڈاکٹر عبدالقادر غیاث الدین فاروقی لکھتے ہیں:

"جس طرح دنیا میں پرہیز اور علوم ظواہر کے سکھانے کے لیے اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے۔
اس طرح مرشد مرید کی باطنی تربیت کرتا ہے۔"[26]

یونس ایمرے کی شاعری میں دوسری آفاقی قدروں کے ساتھ مرشد کامل کے احکامات پر عمل کرنے پر زور دیا ہے۔ یونس خود بھی ایک طویل مدت تک اپنے پیر و مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ اس راہ میں اُنھوں نے بڑی مصیبتوں کا سامنا کیا۔ آخر کار اُس نے تاپتک امریہ کو تلاش کر لیا اور اُن کے حلقہ مریدان میں شامل ہو گیا۔ اسی حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

Tap̄dugun tapusinda kul olduk kapusinda
Yunus miskin cigi [dük] bis [dük] el-hamdüh'llah[27]

ترجمہ:

پیر باصفا طاپطق کے آستانے کے غلام بن گئے
یونس بے چارہ ، خام تھے ، پختہ بن گئے ہم الحمدللہ[28]

ایک اور جگہ یونس ایمرے فرماتے ہیں:

یونس کہتا ہے ، میں بندہ خدا ہوں ، طاپطق ہمارا مرشد ہے
بات کہی میں نے سو فی صد درست ، اعتبار نہ کرنے والا آزمالے[29]

ہر انسان پر واجب ہے خاص کر صوفیائے کرام کے لیے کہ وہ ہر وقت مرشد کی صورت و محبت کو دل میں جمائے رکھیں اور اُس کے ساتھ رہ کر اُس کے آداب اختیار کریں۔ جس طرح ایک چراغ ایک دوسرے چراغ سے روشن ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں خدائے باری تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کو روشن چراغ سے تشبیہ دی ہے۔ بابا فرید اور یونس ایمرے بھی سچے پیر کی تلاش اور بیعت مرشد کے قائل ہیں۔

نفس کے لفظی معنی ذات اور وجود کے ہیں لیکن صوفیہ کے نزدیک روح، جسم اور ضمیر کو نفس کہا جاتا ہے۔ نفس امارہ انسان کو برائی اور خدا کی نافرمانی کی طرف متوجہ کرتا ہے اور نفس مطمئنہ ذکر و عبادت اور خیر کی طرف ترغیب دیتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"یٰٓاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُO ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً"[30]

(اے نفس مطمئنہ: اپنے رب کی طرف لوٹ، اس کے بندوں میں شامل ہو اور جنت میں داخل ہو جا۔)

وہ شخص بھلائی پالیتا ہے جس نے نفس کا تزکیہ کیا۔ صوفی وہ شخص ہے جو دنیاوی و نفسانی خواہشات سے پاک و صاف ہو۔ ریاکاری سے اجتناب کرے۔ کم سونا، کم کھانا اور کم بولنا صوفیا کرام کی اوّلین صفات ہیں۔ علاوہ ازیں قناعت اور توکل یعنی رضا بہ رضائے الٰہی رہنا بھی اللہ کے نیک بندوں کی خوبیاں ہیں۔

یونس ایمرے کا یقین ہے کہ وہ دل فنا نہیں ہوتے جو اللہ کی رضا میں راضی رہتے ہیں:

mânî erî bu yolda melûl olasi degül
mânî tugun gönäller hergiz ölesi degül[31]

ترجمہ:

معلوم تھا جس کو رازِ حیات ، اُس کو نہ ہوا دکھ درد ذرا
وہ دل نہ ہوا بے کار فنا ، جس دل نے کیا عرفان خدا[32]

صوفیا کرام کے دل ریاکاری سے پاک ہوتے ہیں۔ کبر، بخل، حسد اور غصہ سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ اطاعت الٰہی بجالانے میں اس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ اُن کا ہر عمل خدا کی رضا کے مطابق ڈھل جاتا ہے۔

Dünyeye inanursin rizka benümdür dirsin
nicün yalan söylersin cün sendidügün olmaz[33]

اس کا اُردو ترجمہ دیکھیے:

دنیا پہ اعتبار کر کے کہتا ہے تو رزق میرا ہے اور میں نے لیا
کیسی دروغ گوئی کرتا ہے تو کیونکہ تیری بات میں ذرّہ حقیقت نہیں[34]

یونس ایمرے کے نزدیک اچھا برا سب خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ ایک دن تمہارے حق میں ہے اور ایک دن مخالفت میں، تجھے چاہیے کہ دونوں حالات میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے:

Yûnus bu sözleri kogil gendüzünden elün yugil
senden ne gele bir digilcün hakdan gelür hayr u ser[35]

یونس ایمرے کے اس شعر کا اُردو ترجمہ دیکھیے:

چناں وچنیں کو چھوڑ یونس اور اپنے آپ کو بھول جا
خیر و شر سب خدا سے ہے تجھ سے کچھ ہو نہیں سکتا[36]

صوفیا کرام کے نزیک اِدراک کا اصل ذریعہ دل ہے۔ دل میں ہی ایسی قابلیت ہے کہ اگر اُس کا تزکیہ کیا جائے تو ایسا علم حاصل ہوتا ہے جس کو علم باطن کہتے ہیں۔

صبر ورضا بھی تزکیہ قلب سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ توکل و قناعت اور صبر ورضا میں خفیف سا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے پر راضی رہنا توکل و قناعت کہلاتا اور مصائب پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا صابر کہلاتا ہے۔

"اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ"[37]

(صبر کرنے والوں اس کا بدلہ بے اندازہ دیا جائے گا۔)

پھر ارشاد ہوتا ہے:

"اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ"[38]

(اور بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔)

مقام رضا پر فائز ہونے کے لیے چار اُصولوں کی پابندی ضروری ہے:

"وہ یہ کہے! اے خدا جو کچھ تو مجھے دے میں قبول کرتا ہوں اور اگر نہ دے تو اس پر بھی راضی ہوں اور اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں اُس وقت بھی تیری عبادت کرتا رہوں گا اور اگر تو مجھے بلائے تو ہر وقت تعمیلِ حکم کے لیے حاضر ہوں۔"[39]

یونس ایمرے خدا سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔ ایک سچے صوفی کی طرح وہ اللہ کے حضور سر تسلیم خم کرتے ہیں:

âsik olan miskin olur hak yolina teslîm olur
herne dirsen boyun tutar câre yok gönül yikmaga[40]

ڈاکٹر نثار احمد اسرار کا یونس ایمرے کے اس شعر کا ترجمہ دیکھیے:

جو عاشق ہے وہ مسکین ہے اور راہِ حق کا مسافر ہے
سر تسلیم ہے خم کرتا ، عادت نہیں اس کی دل شکنی کی[41]

یونس ایمرے راہ خدا کے ایسے عاشق ہیں جو اللہ کی محبت میں سر شار نفع و نقصان کی پروا کیے بغیر عاجزی سے زندگی بسر کرتے ہیں:

یونس ایمرے لکھتے ہیں:

bu yolun ârifleri gecürmezler metai
soyle uryân giderüz cihâm yagmaya virdük[42]

یونس ایمرے کے شعر کا اُردو ترجمہ دیکھیے:

اس راہ کے مسافروں کو مال و متاع کی طلب نہیں
ہم نے اسی طرح ننگ دھڑنگ زندگی بسر کر کے دنیا کو جلا دیا ہے[43]

صوفیانہ کرام موت کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ یونس ایمرے ایک سچے مسلمان ہیں۔ ان کے کلام میں دنیا کی بے ثباتی اور موت کا ذکر بڑے ہی شد و مد سے کیا گیا ہے:

"دنیا کی زندگی بس دو دن کی چاندنی ہے اصل ابدی حیات آخرت کی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اس دوروزہ زندگی میں اپنی آخرت کی زندگی کے لیے سرمایہ اکٹھا کرے۔ وہ خود موت سے نہیں ڈرتے اور بار بار موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سفر آخرت کی تیاری اور خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔"[44]

یونس ایمرے کی شاعری میں موت کی تباہیوں، عذابِ قبر اور دنیا کی بے ثباتی کے موضوعات ملتے ہیں اور حق تو یہ ہے کہ ان کا حق ادا کر دیا ہے:

Ecel geldi vada irdi bu ömrüm kodehi toldi
kimdür ki icmedin icaldi Allah sana sundum elüm[45]

یونس ایمرے کے اس شعر کا اُردو ترجمہ دیکھیے:

آئی اجل وقت ختم ہو میری عمر کا پیمانہ لبریز ہوا
کسی نے اب تک نہیں پیا؟ اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی[46]

پھر کہتے ہیں:

cün cenazeden sesdiler üstüme torakesdiler
hep koyubani kacdilar Allah sana sundur elüm[47]

اُردو ترجمہ دیکھیے:

مجھ پر ڈالی گئی منوں مٹی بس میں تھا اور تاریک کوٹھری
لوگ مجھ کو چھوڑ کر چل دیے ، اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی [48]

یونس اسلامی ترکی زبان میں موت کے بعد کی زندگی کی حقیقت بیان کرتے ہیں:

ne gelmegün gelmerdürür negulmegün gulmekaürür
son menzilün ölmekdürür tuymdunsa iskdar eser[49]

ڈاکٹر نثار احمد اسرار کا یونس ایمرے کے اس شعر کا اُردو ترجمہ دیکھیے:

انسان ہوتا ہے زیر و زبر ، خاکی پتلا ملتا ہے خاک میں
درس عبرت ہے یہ اُن کے لیے جو ہیں صاحبِ عقل و فہم[50]

یونس ایمرے کا شمار ترکی کے اولیا اللہ میں ہوتا ہے۔ تصوّف کا اصل مایہ عشق حقیقی ہے۔ اس کائنات کو عارضی خیال کرتے ہوئے وہ اس کے پیدا کرنے والے سے دل لگاتا ہے۔ وہ حیات بعد الموت پر یقین رکھتا ہے۔ تو اس کے تمام اعمال میں مثبت تبدیلی آجاتی ہے۔ اس کے تمام اخلاق ذمیمہ، اخلاق شریفہ، عداوت محبت، بخل، فیاضی، غرور نیاز سے بدل جاتا ہے اور پھر اس کی ذات خاک سے سونا بن جاتی ہے۔

۶۔ انسان دوستی

یونس ایمرے تصوّف میں گہری جڑیں رکھتے ہیں۔ جو اسلام کی ایک صوفیانہ شاخ تھی۔ جس کی بنیاد، محبت، عقیدت اور خود شناسی کے ذریعے اندرونی علم اور روحانی روشن خیالی کی تلاش پر مرکوز تھی۔ تصوّف الٰہی محبت کے ساتھ انسان دوستی کا علم بردار ہے۔ جو صوفی کے روحانی سفر کے پیچھے محرک کا کام کرتا ہے۔

یونس ایمرے کا اخلاقی نصب العین معاشرے کی خدمت ہے۔ انسان دوستی ترکی ثقافت کی پائندہ روایت ہے۔ قبول اسلام اور اناطولیہ میں بودوباش اختیار کرنے سے پہلے ہی ترکوں کے افکار اور احساسات کا مرکز انسان تھا۔ یونس ایمرے ترکیہ کا وہ ادیب ہے جو انسان دوستی کے نظامِ فکر کا حامل ہے۔ یہ نظام خدا فطرت اور معاشرے سے انسان کا رشتہ اس کی عظمت کی بنیاد پر متعین کرتا ہے:

> ”یونس کی انسان دوستی کا مرکزی نقطہ ذاتِ الٰہی ہے۔ اس کی اس انسان دوستی، مذہبیت اور روحانیت کی روئے عشق غیر فانی ہے۔“[51]

یونس ایمرے ترکیہ کی علمی اور جمالیاتی روایت کا حامل ہے۔ وہ امن اور اُخوت انسانی کا درس دیتا ہے:

gelüm tanisik idelüm isün kolayin tutalum
sevelüm sevilelüm dünyeye kimse kalmaz(52)

اُردو ترجمہ دیکھیے:

آؤ باہم کریں دائمی دوستی
تاکہ آسان ہو جائے یہ زندگی
آؤ ، عاشق بنیں اور معشوق بھی
کیسی رنجش ، کسی کی نہیں یہ زمین(53)

یونس ایمرے کا مقصدِ زندگی انسان سے محبت ہے:

ben gelmedüm dâvîyiaim benüm isüm seviyicun
dostun evi gönü llerdür gönüller yapmoga geldüm(54)

یونس ایمرے کے اس شعر کا ترجمہ دیکھیے:

میں آیا نہیں ، بہر جنگ و عداوت ، میرا مقصد زندگی ہے محبت
میں کرتا ہوں سچائی سے دل کی زینت کہ محبوب کا دلوں میں بسیرا(55)

یونس ایمرے ہمہ گیر انسانی محبت کا علم بردار ہے۔ نسل، قوم اور مذہب کی تفریق کے بغیر سب کے ساتھ محبت کرنا اور بھلائی کرنا انسانی فرض سمجھتا ہے:

gönüle gireni gönendi dirler
gönüle sen de gir kimgönenesin(56)

ڈاکٹر نثار احمد اسرار کا ترجمہ دیکھیے:

دلوں میں گھر بنانے والا سکوں پاتا ہے
تو بھی دلوں میں گھر کر تو سکوں پائے گا(57)

یونس ایمرے خود بھی انسان سے محبت کرتے تھے۔ سیو گی گوک ویمیر اور ایواز گوک ویمیر لکھتے ہیں:

"یونس کو انسان دوست کہا جاتا ہے۔ یونس اور اُن جیسے دوسرے درویشوں، صوفیوں اور دانشوروں کی انسان دوستی دراصل اسلام کی انسان دوستی ہے۔ وہ اسلام جو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر "رب العالمین" ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ وہ "رحمان و رحیم" ہونے کے لحاظ سے بلا استثنائے رنگ و نسل اپنی ساری مخلوقات پر رحمتوں کی بارش کرتا ہے۔ یہ

سمجھتا ہے کہ سارے انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہونے کے اعتبار سے ایک دوسرے
کے بھائی ہیں۔"(58)

صوفیا کرام کی انسان دوستی کا مرکزی نقطہ ذاتِ الٰہی ہے اور وہ مخلوقِ خدا سے محبت خالق کے لیے کرتا ہے۔
تقویٰ سے مراد اُن تمام چیزوں سے پرہیز ہے۔ جس سے دین کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ یہ نقصان دو طرح سے ہو سکتا ہے حرام چیزوں سے اور معصیت کی طرف مائل ہونے سے، تقویٰ کے ساتھ انسان پر طہارت بھی فرض ہے۔ بدن اور دل پاک ہو تو طہارت ہوتی ہے۔ خدا کی معرفت بھی تبھی حاصل ہوتی ہے۔

جود و ایثار سخاوت کے زمرے میں آتا ہے۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سنھائی فرماتے ہیں:

"کسب کے ساتھ روزی ضروری ہے کہ سالک میں سخاوت جود و ایثار ہو۔ اپنے مال میں سے تھوڑا سا کسی کو دیتا ہو اور تھوڑا سا رکھ لیتا ہو تو وہ سخی ہے لیکن اگر کچھ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ جواد ہے اور سب کچھ دے کر اپنے اوپر تکلیف بھی گوارا کرتا ہو تو وہ صاحبِ اثیار ہے۔"(59)

ایک عظیم صوفی کا پیغام اُس کی شخصیت کا مظہر ہوتا ہے۔ صوفیاء کرام کی زندگی اس بات کی عکاس ہے کہ وہ جود و سخا اور ایثار کے پیکر تھے۔ اُن کی زندگی تقویٰ و پرہیز گاری کی عکاس تھی۔ بابا فرید اور یونس ایمرے کا کلام ایک سیدھے، سچے مخلص انسان کا کلام ہے۔ ان کے کلام میں عشقِ الٰہی، انسان دوستی، مروت، رواداری، موت، ایثار اور توکل و قناعت جیسے احساسات کو بڑے خلوص، سادگی اور مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یونس ایمرے کے صوفیانہ افکار کی جھلک پاکستان کی علاقائی شاعری کے نمائندوں اور صوفی شعرا کے کلام میں سنائی دیتی ہے۔ بابا فرید اور یونس ایمرے کے کلام میں ہم آہنگی موجود ہے۔ یونس ایمرے کہتے ہیں:

Iskdan dâv̂i kilan kisi hic anmaya hīrs u hevâ
īsk evine girenlere ayruk ne meyl ü ne vefä(60)

ترجمہ دیکھیے:

دعویٰ ہے جس کو عشق کا ہرگز نہ کرے حرص و ہوا
خانہ عشق کے مکینوں کو بھاتی ہے بہت مہرو وفا(61)

یونس ایمرے کہتے ہیں:

yunus gözün görürken yaragun eyle bugün
gelmedi anda varan girü gelesi degül(62)

ترجمہ دیکھیے:

یونس جب تک تری جان میں جان ہے اپنا زادِ راہ تیار کر
واں پہنچے والا واپس نہیں آیا، واپس آنا ممکن نہیں ہے(63)

وہ لوگ جو محبت، رواداری، جود وایثار سے کام لیتے ہیں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں:

tozin yil almaya bir zerre ayrilmaya
âsik cam ölmeye mâsüki sen olasin(64)

اُردو ترجمہ دیکھیے:

تیرے غبار کو ہوا نہ اُڑائے، اک ذرہ بھی جدا نہ ہو
عاشق کی روح نہیں مرے گی گر تو معشوق ہو گا(65)

تصوّف ادب کو ذہنی آزادی عطا کرتا ہے جس سے صوفی شعرا کو حکیمانہ اظہار خیال کی آزادی ملتی ہے۔ ان حکیمانہ نکات نے معاشرے پر دوررس اثرات مرتب کیے۔ تصوّف نے کائنات کے ہر ذرہ کو خدا کا مظہر بنا کر اور عشق مجازی کو عشق حقیقی قرار دے کر ہر پیکر سے محبت کرنے کا درس دیا۔ اخلاقی اقدار جود وسخاوت، رواداری، مروّت و محبت اور ایثار و قربانی ادب میں جگہ پانے لگے جس نے معاشرے کی اصلاح میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یونس ایمرے نے بھی ان اخلاقی قدروں کو پروان چڑھانے کا فریضہ سرانجام دیا۔

تصوّف سراپا ادب ہے۔ ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں جو شخص ادب اختیار کرتا ہے۔ وہ مردِ کامل کے درجے پر جا پہنچتا ہے۔ جو ادب سے محروم رہتے ہیں وہ مقامِ قرب سے دور ہو جاتے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللہ نے مجھے ادب سکھایا اور بطریق احسن ادب سکھایا۔"

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا ادب سکھانے کے لیے قرآن پاک میں فرمایا:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ"(66)

(اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔)

حضرت شیخ ابن عطا کا قول ہے:

"ادب یہ ہے کہ تم پسندیدہ باتوں کی حد پر رہو۔ ظاہر و باطن دونوں حالتوں میں ادب اختیار کرنا ضروری ہے۔"(67)

تصوّف رسم نہیں ہے بلکہ مجموعۂ آداب کا نام ہے۔ حضرت ابو حفص حداد نیشاپوری کا ارشاد ہے:

"تصوّف ایک ایسا مجموعۂ ادب کا نام ہے جو ہر وقت اور حال میں ایک خاص ادب کی راہنمائی کرتا ہے جس نے اس راہ میں ملازمتِ آداب و اوقات کر لی، مردانِ خدا کے درجہ کو پہنچ گیا

اور جس نے اس راہ کی رسم ادب ترک کر دی اور آداب ضائع کر دیے وہ ان درجہ والوں سے
بعید ہو گیا یا آنکہ اُسے یہی خیال رہا کہ میں قرب کے درجہ پر ہوں۔"[68]

راہِ تصوّف میں قدم رکھنے کے لیے عجز و انکسار اور ادب بنیادی شرط ہے۔ "باادب بانصیب" کے مصداق صوفیا کرام سراپا ادب تھے۔ یونس ایمرے کا کلام بھی اس بات کا عکاس ہے کہ محبت اور ادب انسانی وجود کو سنوارتا ہے۔ یونس ایمرے کی شاعری کے حوالے سے طلعت سعید حلمان لکھتے ہیں:

"یونس ایمرے کی شاعری انسانی جذبات سے بھرپور ہے۔ اس کے اشعار میں سارے جہاں کا درد ہے۔ وہ تمام انسانوں، خصوصاً محروم، نادار اور مصیبت زدہ انسانوں کے دکھ درد میں شریک ہے۔ وہ ترکی شاعری کی تاریخ کا پہلا اور سب سے کامیاب شاعر ہے جس نے اپنی تخلیقات کو جمالیات کے زیور سے آراستہ کیا۔ یونس کا مجموعہ کلام انسانی مساوات کا ایک مقدّس صحیفہ معلوم ہوتا ہے۔"[69]

یونس ایمرے عشق الٰہی میں غوطہ زن ہونے کے لیے ادب کو سب سے پہلا قرینہ خیال کرتے ہیں۔ ناز بھی نیاز کے ساتھ دلوں میں گھر کرتا ہے:

her bir cicek bin nazila öger haki niyâzila
bu kuslar hos âvâzila ol pâdisâhi zikrider[70]

ترجمہ دیکھیے:

ہر گل ہزار ناز کے ساتھ رب کی مدح کرے نیاز کے ساتھ
ہر طائر خوش الحانی سے ، ذکر خدا کرے نیاز کے ساتھ[71]

یونس بنی نوع انسان سے محبت کے قائل ہیں۔ انھوں نے اپنا تخلص "ایمرے" اختیار کیا۔ ترکی زبان میں "ایمرے" "عاشق، پیار و محبت کرنے والا اور عشق کرنے والا" کے معنوں میں آتا ہے۔ یونس ایمرے "ادب" کو کامیابی خیال کرتے ہیں۔ دل توڑنا اُن کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے:

sakingil yârün gönlin sircadur simayasin
sirca sindukdan sonra bütün olasi degül[72]

ترجمہ دیکھیے:

محتاط رہو ، محتاط رہو ، محبوب کے دل کو مت توڑو
جوڑے سے نہیں جڑتا ہے ، یہ شیشہ دل جب ٹوٹ گیا[73]

بندگی کی شرط اوّلین ادب ہے۔ درویش اہلِ عشق و اہلِ ادب ہوتے ہیں۔ اُن کے دل ہمیشہ اللہ کی محبت میں سرشار اور ادب سے جھکے رہتے ہیں۔ یونس ایمرے والدین کے حقوق، پڑوسی کے حقوق اور اس طرح حقوق العباد کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں:

atan anan hakkin yitürdünise
yesil tonlar giyesin tonanasin
eger konsi kaki boynum doyise
cehennemden yarin bâkî kalasm[74]

یونس ایمرے کے ان ترکی اشعار کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

حقوق والدین کے ادا نہیں کرے گا تو
خلعت پہنے گا بھی تو جیسے عریاں ہو گا
پڑوسی کا تجھ پر حق واجب الادا رہے تو
جہنم کی آگ میں کل خوب جلے گا[۷۵]

صوفیاء کرام کا مقصدِ زندگی تزکیہ نفس، عبادت الٰہی اور خدمتِ خلق ہے۔

یونس ایمرے صوفیانہ مسلک سے جڑے ہوئے تھے۔ دونوں نے اپنے ایمان اور بلند نصب العین کی خاطر اپنا پیغام دور دور تک لوگوں کو پہنچانے کی کوشش کی۔

تصوف ادب کو ذہنی آزادی عطا کرتا ہے۔ صوفی دلوں کو جوڑتا ہے۔ یونس ایمرے نے بھی یہی فریضہ سر انجام دیا۔ یونس ایمرے کا ترکی زبان میں شاعری کرنا اس حقیقت کا عکاس ہے کہ صوفی عوام کی زبان میں بات کرنا چاہتا ہے تاکہ اُن کے قریب جا سکے۔

یونس ایمرے باعمل صوفی تھے۔ پھر ان کی شاعری توحید باری تعالیٰ، معرف نفس، انسان دوستی، ادب و اخلاق، عجز و انکساری، صبر و رضا، دنیا کی بے ثباتی و موت اور تصوف کے دیگر عناصر سے عبارت ہے۔ یونس ایمرے کا کلام گہری خوبیوں اور فنی محاسن سے مالا مال ہے۔ کلیم الٰہی امجد لکھتے ہیں:

> ”اس کے موضوعات ہی آفاقی نہیں بلکہ جس طرح اُنھوں نے ان موضوعات کو فن کے سانچے میں ڈھالا ہے وہ بھی آفاقی شاعروں کا ہی طرۂ امتیاز ہے۔ عشق و محبت اور انسان دوستی کا پیغام لیے اُن کا کلام آج بھی ہمارے دلوں کے تاروں کو مرتعش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یونس ایمرے ترک قوم کی انسان دوست روایت کا صحیح معنوں میں نمائندہ شاعر ہے۔ وہ تمام نسل انسانی کو اس دوستی اور محبت کا پیغام دیتا ہے۔ اُس نے رنگ و نسل، قومیت اور لسانی بنیادوں پر اختلافات کی مذمت کی اور انسانوں کو امن و آشتی اور پیار و محبت سے رہنے کا درس

دیا اور نفرتوں اور عداوتوں کو مٹانے اور اچھی زندگی گزارنے کی تلقین کی کہ یہ پیغمبروں کا شیوہ ہے۔"[76]

یونس ایمرے کا نصب العین بنی نوع انسان کی تمام غلاظتوں کو آتشِ عشق سے صاف کرنا اور ان کو ایک پلیٹ فارم پر لانا تھا۔ ان کا مقصد بنی نوع انسان کے دلوں کو فتح کرنا تھا۔ لا الہٰ الا اللہ کی روحانی تلوار سے ان اولیائے کرام نے تسخیرِ دل اور تسخیر کائنات کی یونس ایمرے انسان دوست شاعر تھے اور ان کا پیغام محبت کا پیغام تھا۔ یہ دونوں انسان کو خدا کی راہ پر چلتا دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کی تعلیمات اس بات کی عکاس ہیں کہ اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین حق اور کامل ترین مذہب ہے۔ بابا فرید اور یونس ایمرے نے اپنے کلام کے ذریعے ہر رنگ و نسل، ہر جگہ اور ہر علاقے کے لوگوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے اور ایک لڑی میں پرونے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کا پیغام محبت کا آفاقی پیغام ہے اور ایشیائی تصوّف کی روایت سے ہم آہنگ ہے۔

یونس ایمرے بنیادی نقطہ توحید الٰہی و عشق باری تعالیٰ ہے۔ صوفیانہ روایت سے جڑے باقی تمام موضوعات انسان دوستی، انسانوں کے درمیان محبّت واخوت، مساوات ورواداری کے جذبے سے متعلق ہیں لیکن ان کا سرچشمہ اسلام اور اسلامی تصوّف ہے۔ دنیا کی بے ثباتی اور اصل ابدی حیات آخرت صوفیانہ روایت کا بنیادی جزو ہیں۔ صوفیاء کرام موت سے نہیں ڈرتے بلکہ بار بار موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے سفر آخرت کی تیاری اور خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ دونوں صوفی شعراء نے موت کی تباہی اور عذابِ قبر کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے۔

یونس ایمرے کے دونوں مجموعہ ہائے کلام "دیوان" اور "رسالۃ النصیحہ" کے ذریعے اُن کے افکار ہم تک پہنچے ہیں ۔

یونس ایمرے کا بہت سا کلام دست برد زمانہ کی نظر ہو گیا تاہم اُن کا جو کلام موجود ہے۔ اُس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا کلام مذہبی، اخلاقی اور صوفیانہ تعلیمات پر مشتمل ہے۔ یونس ایمرے نے علم و عرفان اور ہدایت و ارشاد کے باب میں کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ ان کا پیغام محبت کا پیغام ہے۔ ترکیہ کے صدر طیب اُردگان یونس ایمرے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "Wishing to create a civilization of love in which there was no place for words such as hate or malice. Yunus Emre was a great being whose voice rings through the ages and who reached out to all with a message of mutual respect: let us love and beloved."[77]

یونس ایمرے نے نسلوں کو متاثر کیا ہے اور اپنے علاقے کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اپنے کلام کے اثر اور میراث اور اُن میں چھپی سچائیوں اور صوفیانہ افکار کی وجہ سے یونس ایمرے لوگوں کے دلوں میں زندہ و پائندہ رہے گا۔

حوالہ جات

1۔ الحاج محمد امین بھٹی، اظہر اللغات، (لاہور: اظہر پبلشرز، س ن)۔

2۔ عبدالماجد دریابادی، مولانا، تصوّف اسلام، (اعظم گڑھ: دارالمصنفین، ۱۹۴۶ء)، ص ۳۲۔

3۔ میر ولی الدین، ڈاکٹر، قرآن اور تصوّف، (دہلی: ندوۃ المصنفین، ۱۹۶۸ء)، ص ۸۔۹۔

4۔ القرآن الحکیم، سورۃ کہف، آیت ۲۸۔

5۔ علی ابن ابی طالبؑ، نہج البلاغہ اُردو، مترجم: حضرت علامہ مفتی جعفر حسین، (لاہور: امامیہ پبلی کیشنز)، ص ۶۹۴۔

6۔ سید علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب، مترجم: سید محمد احمد قادری، (فیصل آباد: البغدادی پرنٹرز، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۲۹۔

7۔ عمر بن محمد شہاب الدین، عوارف المعارف، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۵۷ء)، ص ۹۱۔

8۔ حضرت علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب، مترجم: ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری، ص ۱۳۰۔۱۳۱۔

9۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۱ء)، ص ۲۴۔

10۔ پروفیسر سید صفی حیدر، تصوّف اور اُردو شاعری، (لاہور: دانش سندھ ساگر اکیڈمی، ۱۹۴۸ء)، ص ۵۷۔

11۔ القرآن الحکیم، سورۃ ق، آیت ۵۰۔

12۔ القرآن الحکیم، سورۃ الحدید، آیت ۴۔

13۔ القرآن الحکیم، سورۃ طٰہٰ، آیت ۴۶۔

14۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص ۳۳۔

15۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, (Ankara: Zübeyde Hanim Mah, 2022), P.43

16۔ Ibid, P.35

17۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص ۱۰۴۔

18۔ طلعت سعید حلمان، یونس امریہ، (اسلام آباد: علاقائی ثقافتی ادارہ، ۱۹۷۴ء)، ص ۲۶۔

19۔ طلعت سعید حلمان، یونس امریہ، مترجم: حسن علی خان، ص ۲۶۔۲۷۔

20۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.123

21۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص119۔

22۔ سورۃ الفتح ۴۸: ۱۰۔

23۔ سورۃ المائدہ ۵: ۳۵۔

24۔ سورۃ النساء ۴: ۵۹۔

25۔ حضرت عبدالوہاب تقفی، روح تصوّف، ص ۲۰۔

26۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالقادر غیاث الدین فاروقی، اُردو شاعری اور تصوّف، (حیدر آباد: مطبعۃ ابوالفاء الافغانی، ۲۰۰۹ء)، ص ۱۵۷۔

27۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.157

28۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص 177۔

29۔ ایضاً، ص ۲۲۷۔

30۔ سورۃ فجر ۸۹: ۲۷۔۲۸۔

31۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.125

32۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص ۱۲۲۔

33۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.111

34۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص 104۔

35۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.

36۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص 75۔

37۔ سورۃ الزمر ۳۹: ۱۰۔

38۔ سورۃ البقرہ ۲: ۱۵۳۔

39۔ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، ۱۹۶۲ء)، ص ۵۵۸۔

40۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.

41۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص 59۔

42۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.201

43۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص 118۔

44۔ ایضاً، ص ۵۰۔

45۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.133

46۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص ۱۳۴۔

47۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.135

48۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص ۱۳۴۔

49۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.179

50۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص ۷۵۔

51۔ طلعت سعید حلمان، یونس امریہ، (اسلام آباد: علاقائی ثقافتی ادارہ، ۱۹۷۴ء)، ص ۵۶۔

52۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.111

53۔ طلعت سعید حلمان، یونس امریہ، ص ۶۲۔

54۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.137

55۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص ۱۳۶۔

56۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.153

57۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص ۱۶۵۔

58۔ سیوگی گوک ویمیر یواز گوک ویمیر، "یونس ایمرے سوانح اور شخصیت"، مشمولہ: یونس ایمرے، ڈاکٹر نثار احمد اسرار، ص ۳۲۔

59۔ سید صباح الدین عبد الرحمٰن، بزم صوفیہ، (اعظم گڑھ: دارالمصنفین، ۱۹۴۹ء)، ص ۵۵۵۔

60۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.95

61۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص 61۔

62۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.127

63۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص 120۔

64۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.155

65۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص 169۔

66۔ القرآن الحکیم، سورۃ الحجرات، آیت ۲۔

67۔ عمر بن محمد شہاب الدین، عوارف المعارف، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۶۹ء)، ص ۳۲۰۔

68۔ سید علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب، ص ۱۳۳۔

69۔ طلعت سعید حلمان، یونس امریہ، ص43۔

70۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.175

71۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص175۔

72۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.125

73۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص ۱۲۲۔

74۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.153

75۔ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، یونس ایمرے، ص165۔

76۔ کلیم الٰہی امجد، یونس ایمرے، محبت کا سفر، (جہلم: بک کارنر، ۲۰۲۰ء)، ص ۷

77۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.1